

پہلی بات

سبق شروع کرنے سے پہلے آئیے ہم علامہ اقبال کی یہ نظم پڑھیں:

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ وہ باغ کی بہاریں ، وہ سب کا چچھانا
آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی اپنی خوشی سے آنا ، اپنی خوشی سے جانا
کیا بدنصیب ہوں میں ، گھر کو ترس رہا ہوں ساتھی تو ہیں وطن میں ، میں قید میں پڑا ہوں
آئی بہار ، کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں

آزاد مجھ کو کر دے ، او قید کرنے والے

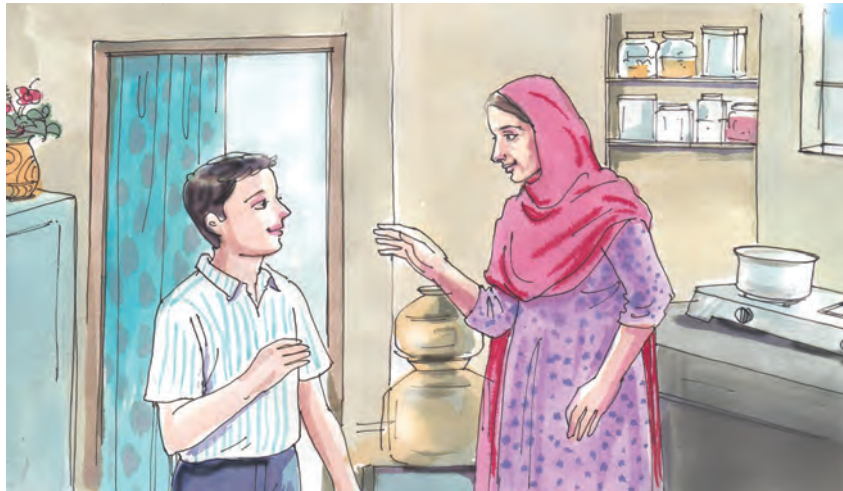
میں بے زباں ہوں قیدی تو چھوڑ کر دعا لے

بعض لوگ گھر کی رونق بڑھانے کے لیے پرندوں کو پنجرہ میں قید کر دیتے ہیں مثلاً طوطا، مینا جیسے پرندے جو ہمارے ساتھ رہ کر ہماری باتیں بھی سیکھ لیتے ہیں۔ انھیں پنجرے میں بند کر دینا ہمیں اچھا لگتا ہے مگر کیا قید کیا ہوا پرندہ ہمارے گھر میں خوش رہ سکتا ہے؟
'بنددروازے' ایک ایسی ہی کہانی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پرندوں کو پنجرہ میں قید کر کے رکھنا ان پر ظلم ہے۔

جان پہچان

یہ کہانی مشہور ادیبہ واجدہ تبسم نے لکھی ہے جو ۱۶ مارچ ۱۹۳۵ء کو امراتوتی میں پیدا ہوئیں۔ حیدرآباد کے ماحول میں ان کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ ناگپور یونیورسٹی سے انھوں نے اردو میں ایم۔ اے کیا تھا۔ اپنے شوہر کے ساتھ وہ ممبئی میں رہیں اور وہیں ۷ دسمبر ۲۰۱۰ء کو ممبئی میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے افسانوں کے تقریباً پندرہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں 'آیا بسنت سکھی'، 'شہر ممنوع' اور 'پھول کھلتے ہیں' مشہور ہیں۔ بچوں کے لیے انھوں نے 'بنددروازے' نامی کتاب بھی لکھی ہے۔

مئی کچن میں مصروف تھیں۔ باہر بچوں نے قیامت مچا رکھی تھی۔ ایک دو بار انھوں نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا لیکن کچھ پلے نہ پڑا۔ بس ایسا لگتا تھا کہ پچھواڑے کوئی میلہ لگا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں دھبڑ دھبڑ کرتے سارے بچے کچن میں گھسے چلے آئے۔ آگے جاوید میاں تھے۔ اُن کے ہاتھ میں ایک پنجرہ تھا۔



”مئی.....مئی! پلیز چھ روپے
.....“ پھولی ہوئی سانسوں کے
درمیان جاوید میاں بڑے زور زور
سے کہہ رہے تھے۔ مئی کچھ نہ سمجھ کر، ذرا
جھلا کر بولیں، ”پہلے سانس تو ٹھیک
کرلو۔ آخر ماجرا کیا ہے؟“
جاوید میاں ذرا سنبھل کر
بولے، ”مئی.....مئی وہ ہم نے نا، وہ ہم

نے..... وہ مٹھو بیچنے والا آیا نا، تو اس سے چھ روپے میں ایک مٹھو خریدا ہے۔ مٹی اتنی پیاری باتیں کرتا ہے کہ بس..... وہ مٹھو والے نے پوچھا نا مٹی کہ میاں مٹھو تمہارا نام کیا ہے؟ تو مٹی.... انسانوں کی طرح بولنے لگا، ”میرا نام میاں مٹھو ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ مجھے روٹی دو۔“ اور مارے جوش کے جاوید میاں اُچھلنے لگے۔

مٹی نے بڑی اُداس نگاہوں سے پنجرے کو دیکھا۔ اس میں ایک بے بس اور تنہا جان، ہجوم کے شور سے سہمی سہمی کونے سے لگی بیٹھی تھی۔ وہ بولیں، ”نا بیٹا نا.... ویسے چھ روپے کوئی بڑی بات نہیں لیکن خدا کے لیے ایک آزاد جان کو قیدی نہ بناؤ۔“

”ارے مٹی آپ بھی کمال کرتی ہیں! اس میں آزادی اور قیدی کیا بات ہے؟ مزے سے کھائے پیے گا۔ عیش کرے گا۔ جسے کھانے پینے کو ملے، اسے آزادی اور قید سے کیا سروکار؟“

”ننھے! تم ابھی اتنے چھوٹے ہو کہ اتنی گہرائی تک پہنچ بھی نہیں سکتے کہ آزادی کیا ہے اور قید کیا....“

مٹی تھیں کہ پکھلنے کا نام نہ لیتی تھیں۔ مجبور ہو کر جاوید میاں نے رونا شروع کر دیا جیسا کہ وہ ایسے موقعوں پر کیا کرتے تھے۔ ناچار مٹی نے جا کر الماری کھولی اور چھ روپے بیٹے کے حوالے کر دیے۔ جاوید میاں کے پیچھے ان کی ساری فوج شور مچاتی پچھلے لان پر چلی گئی۔

جب اسکول جانے کا وقت ہو گیا تو جاوید میاں پنجرہ اُلٹی سے لٹکائے مٹی کے پاس آئے اور بولے، ”مٹی پلیز..... جب تک میں اسکول سے نہ آ جاؤں، اس کی حفاظت آپ کریں گی۔“

جاوید میاں اسکول سے لوٹے تو بستہ پھینک سیدھے پنجرے کی طرف بھاگے۔ جب وہ قریب آ گئے تو انھوں نے بڑی اُداسی سے دیکھا کہ پانی کٹوری میں جوں کا توں موجود ہے اور ترکاریاں، سبزیاں ساری ویسی کی ویسی رکھی ہیں۔ ان کا دل بجھ گیا۔ اُداس لہجے میں انھوں نے مٹی سے پوچھا، ”مٹی اس نے تو کچھ بھی نہیں کھایا۔ پانی بھی نہیں پیا۔ ایسے تو یہ مر جائے گا۔“

”بیٹا! وہ اپنوں سے کچھڑ کر آیا ہے نا۔ ابھی اس کا دل کھانے پینے کو نہ چاہتا ہوگا۔“

جاوید میاں کے ننھے سے دماغ میں یہ بات نہ آئی کہ جب کسی کو کھانے پینے کے سارے سامان مہیا ہوں تو پھر یہ یاد واد اور کچھڑنے والوں کا خیال کیا چیز ہوتی ہے۔ انھوں نے ذرا ناگواری سے پنجرہ ہلا کر کہا، ”میاں مٹھو، آخر تمہیں اور کیا چاہیے؟“ مٹھو ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلا گیا۔ ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

جاوید میاں کے ناشتہ کرنے تک ان کے سارے دوست بھی کھاپی کر آ موجود ہوئے اور سب نے پھر سے پنجرے کو گھیر لیا۔

”بولو تو میاں مٹھو تمہارا نام کیا ہے؟“ فوزی نے مسکرا کر پوچھا لیکن مٹھو نے کوئی جواب نہ دیا۔

پونے پنجرے کو ایک جھکولا دیا۔ ”ارے بھائی، اپنا نام تو بتاؤ۔“..... مٹھو پھر بھی خاموش ہی تھا۔

”یہ تو کچھ بولتا ہی نہیں،“ پنکی منہ بسور کر بولی۔ ”بھائی جان، یہ بولنا بھول تو نہیں گیا۔“

جاوید میاں ذرا اُلجھ کر بولے، ”ایسے کیسے نہیں بولے گا! اس کے اچھوں کو بھی بولنا پڑے گا؟“ اور انھوں نے چلا کر کہا، ”میاں مٹھو، تمہارا نام کیا ہے؟“ مٹھو سہم گیا اور پھٹ پھٹا کر ادھر سے ادھر جا بیٹھا۔ بولا پھر بھی نہیں۔

بھوک کی برداشت نہ انسان کو ہے نہ جانور کو۔ دوسری صبح جب جاوید میاں بھاگے بھاگے مٹھو کے پاس پہنچے تو یہ دیکھ کر ان کی خوشی کی حد نہ رہی کہ کٹوری میں پانی بھی کم تھا اور سبزی ترکاری بھی کتری ہوئی یہاں وہاں بکھری پڑی تھی۔ اور مٹھو میاں صبح کی ٹھنڈی

ہوا سے مست ہو کر ٹپیں ٹپیں کر رہے تھے۔

”یہ ہوئی نا کوئی بات!“ جاوید خوشی اور فخر سے چلائے۔

دن گزرے تو مٹھو بالکل جاوید میاں کا ہو کر رہ گیا۔ وہ اکثر می کو قائل کرنے کی کوشش کیا کرتے۔ ”مئی آپ تو کہتی تھیں نا کہ کسی پنچھی کو قید نہیں کرنا چاہیے۔ وہ اپنوں سے بچھڑ جاتا ہے تو دنیا اُسے اچھی نہیں لگتی۔ اب دیکھیے نا، یہ پنجرے میں رہتا ہے، مزے میں کھاتا پیتا ہے، باتیں کرتا ہے۔ کبھی اس کا دل چاہتا ہوگا کہ آزاد ہو جائے؟“

”میں تو تب مانوں گی کہ تم اس کے پنجرے کا دروازہ کھول دو اور وہ نہ اڑے۔۔۔“

تھوڑے دنوں بعد مئی کو خالہ امی نے بلوایا۔ اتوار کا دن تھا۔ سب کی چھٹی تھی۔ سب جانے کو راضی تھے۔ مئی نے دھیرے سے پوچھا، ”اچھا سب ہی جا رہے ہیں تو یہ بتاؤ تمہارے مٹھو کے پاس کون رہے گا؟“

”مٹھو کے پاس؟“ جاوید میاں حیرت سے بولے، ”کیوں اس کی کون سی ضرورت ہے؟ ہم اس کے پنجرے میں کھانے پینے کا سارا سامان رکھ جائیں گے۔ بھوک لگے گی تو کھالے گا، پیاس لگے گی تو پانی پی لے گا۔“

”وہ تو ہے بیٹا، لیکن بلی ولی کا بھی ڈر رہتا ہے نا۔“

”تو مئی ہم اُسے اندر والے کمرے میں رکھ دیں گے۔“

”نہ بیٹا... اندر کیسے رکھ سکتے ہیں؟ جب پورا گھر ہی بند کر کے جائیں گے تو پتا نہیں ہمارے پیچھے اس پر کیا بیٹے؟“

دراصل مئی تو کچھ اور ہی سوچے بیٹھی تھیں۔ اس لیے نئی نئی باتیں نکال کر جاوید میاں کو مجبور کر رہی تھیں۔

”تو پھر مئی پنجرہ ہی ساتھ نہ لے لیں؟“ جاوید میاں بے حد خوشی خوشی بولے۔

”ترکیب تو ٹھیک ہے.... لیکن یہ بھی سوچ لو کہ اگر وہاں کسی نے شرارت میں پنجرے کا دروازہ کھول دیا تو کیا ہوگا؟“

ایک ایک کر کے جب ان کی ہر ترکیب رد ہوتی گئی تو مئی نے آخری تجویز پیش کی، ”بیٹے دن بھر کی تو بات ہے، تم خود ہی کیوں

نہ اپنے مٹھو کے پاس رہ جاؤ۔“

”میں..... میں اکیلا!“ وہ ذرا گھبرائے۔

”کیوں اکیلے کیوں؟ مٹھو جو رہے گا.... اور پھر ہم تمہارے دن بھر کے کھانے پینے کا پورا سامان تمہارے کمرے میں رکھ

جائیں گے۔ بس اتنا ہوگا کہ دروازے بند رہیں گے۔“

مٹھو سے جاوید میاں کو جو بے پناہ لگاؤ تھا، اس نے اُنھیں اس ایثار پر آمادہ کر ہی لیا۔

سب لوگوں کے جاتے ہی سب سے پہلے جاوید میاں نے ڈٹ کر مٹھائی کھائی، پیٹ بھرا تو سستی نے آگھیرا۔ وہ ذرا لیٹ

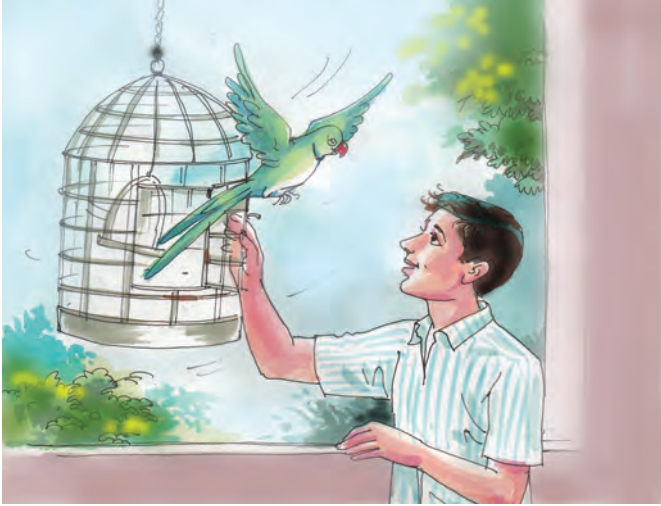
گئے تو آنکھ لگ گئی۔ جاگے تو سمجھے بہت وقت بیت گیا ہوگا لیکن صرف آدھ ہی گھنٹا گزرا تھا۔ بڑی بوریت ہو رہی تھی۔ سوچا، ذرا

اپنے دوستوں کے ساتھ کرکٹ ہی کھیل آئیں.... مگر دروازے تو بند ہیں۔ کیرم بورڈ، سانپ سیڑھی کھیل کر تو بہت سا وقت گزارا جاسکتا

ہے لیکن ان کھیلوں میں تو ساتھیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ پہلی بار اس بھیانک اکیلے پن کے احساس کے ساتھ انھوں نے مٹھو کے

پنجرے کی طرف دیکھا۔ تنہا مٹھو پروں میں منہ ڈالے اونگھ رہا تھا۔

جاوید میاں نے کمرے کے ماحول پر ایک نظر ڈالی۔ ڈھیر ساری کھانے کی ایک سے ایک مزے دار چیزیں، پڑھنے کو کتابیں،



سننے کو گراموفون، کیا نہیں تھا؟ صرف دروازے ہی تو بند تھے.....

”پھر میرا دل کیوں نہیں لگتا؟“

جاوید میاں نے ایک بار چورنگا ہوں سے پنجرے کی طرف دیکھا۔ مٹھو کے پاس بھی اُس کی ضرورت بھرکا سامان رکھا ہوا تھا۔ ان میں اور مٹھو میں کوئی بات ایک سی ضرورت تھی۔ ایک بے کلی کا احساس تھا جو دل کو موسو سے جا رہا تھا۔ پھر اُن کا چھوٹا سا دل ایک دم اپنے پتہ، بھائیوں،

بہنوں اور سب سے بڑھ کر اپنی ممتی کے لیے پھل اٹھا اور انھوں نے کونے میں منہ چھپا کر رونا شروع کر دیا۔ روتے روتے پتا نہیں کب ان کی آنکھ پھر لگ گئی۔ جاگے تو دن ڈھل رہا تھا اور اُن کی بھوک چمک اُٹھی تھی۔ اُن کی نگاہ سامنے جا پڑی۔ تنہائی کا مارا طوطا بھی سر جھکائے مرچیں کتر کتر کر کھا رہا تھا۔ اُن کے رے ہوئے آنسو تیزی سے اُبلنے لگے۔ وہ لپک کر اُٹھے اور انھوں نے پنجرے کا بند دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا۔ طوطا کھڑکی کی راہ سیدھا باہر اڑتا چلا گیا۔ خوشی اور سکون کا ایسا احساس اُنھیں زندگی میں کبھی نہ ملا تھا۔ اُسی احساس نے ان کے آنسوؤں کو ایک بار اور راہ دے دی۔ وہ پھپک پھپک کر رونے لگے۔

باہر کار کے رکنے کی آواز آئی۔ پھر بند دروازے چرچرائے اور ایک ایک کر کے سب گھر میں داخل ہوئے۔ جاوید میاں برسوں کے پچھڑے ہوؤں کی طرح جا کر ایک دم ممتی سے لپٹ گئے۔ خالی پنجرہ دیکھ کر سب سوالوں کی بوچھاڑ کیے دے رہے تھے۔

”مٹھو کہاں گیا؟“

”مٹھو کیسے اڑا؟“

”مٹھو کو کون لے گیا؟“

..... لیکن صرف ممتی جانتی تھیں کہ مٹھو کیسے اڑا۔

معنی و اشارات

دل بجھنا	-	اُداس ہونا
مہیا ہونا	-	موجود ہونا
منہ بسورنا	-	بری صورت بنانا
بے کلی	-	بے چینی
بھوک چمک اُٹھنا	-	بہت بھوک لگنا
آنسوؤں کو راہ ملنا	-	رونا

قیامت مچانا	-	شوروغل کرنا
پلے نہ پڑنا	-	سمجھ میں نہ آنا
ماجرا	-	واقعہ
عیش کرنا	-	خوشی سے زندگی گزارنا
سروکار	-	نسبت، تعلق
پگھلنے کا نام نہ لینا	-	نہ ماننا

مشق



ایک جملے میں جواب لکھیے:

- ۱۔ کچن میں کون گھس آئے؟
- ۲۔ جاوید میاں مٹھو کیوں خریدنا چاہتے تھے؟
- ۳۔ مٹی نے اداس نگاہوں سے پنجرے کو کیوں دیکھا؟
- ۴۔ جاوید میاں نے رونا کیوں شروع کیا؟
- ۵۔ مٹی چھ روپے دینے پر کیوں مجبور ہو گئیں؟
- ۶۔ جاوید میاں اسکول سے لوٹے تو پنجرے میں کیا دیکھا؟
- ۷۔ جاوید میاں کا دل کیوں بگھ گیا؟
- ۸۔ مٹی نے مٹھو کے بھوکا رہنے کی کیا وجہ بتائی؟
- ۹۔ پونے مٹھو سے کیا پوچھا؟
- ۱۰۔ اتوار کے دن سب لوگ کہاں جا رہے تھے؟

مختصر جواب لکھیے:

- ۱۔ جاوید میاں مٹھو کے پاس پہنچ کر کیوں خوش ہوئے؟
- ۲۔ جاوید میاں اور مٹھو میں کون سی باتیں ایک جیسی تھیں؟
- ۳۔ جاوید میاں پھپک پھپک کر کیوں روئے؟



غور کر کے بتائیے



- ۱۔ اس کہانی کا عنوان 'بند دروازے' کیوں رکھا گیا ہے؟
- ۲۔ جاوید میاں کو گھر پر کیوں اکیلا چھوڑا گیا؟

لفظوں کا کھیل



دیے گئے الفاظ کے گروہ میں غیر متعلق لفظ پہچان کر اسے دائرے سے باہر لکھیے:











اضافی معلومات



اس سبق میں زیادہ واڈ اور مٹی وٹی جیسے مرکب الفاظ آئے ہیں۔ ان میں پہلا لفظ تو معنی دیتا ہے لیکن دوسرے لفظ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ ایسے بے معنی الفاظ کو مہمل کہتے ہیں۔



جال لے کر اڑ جانے والے کبوتروں کی کہانی اپنے استاد/سرپرست کی مدد سے معلوم کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔

آئیے، زبان سیکھیں



مرکب الفاظ

• ذیل کے الفاظ کو توجہ سے پڑھیے:

حاجت روا، مردم شماری، حق پرستی، خبرگیری، باضابطہ، وضع قطع، غم خوار، بے طلب، سبزہ زار، سحر انگیز، دندانے دار، کس بل، من گھڑت، خوش آواز، زمزمہ پرداز، اسپیس شٹل، صراطِ مستقیم۔

یہ سارے الفاظ آپ کی کتاب کے اسباق میں آئے ہیں۔ ان کی ایک خاص بناوٹ ہے یعنی یہ دو دو لفظوں سے مل کر بنے ہیں۔ ان میں وضع قطع / کس بل / اسپیس شٹل ایسے جوڑ ہیں جن میں دونوں الفاظ الگ الگ معنی رکھتے ہیں مگر دونوں کے ساتھ میں آنے سے ان کے معنی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً

وضع = بناوٹ + قطع = کاٹ - وضع قطع = دکھاوا، ظاہری حلیہ

کس = مضبوطی + بل = طاقت - کس بل = ہمت، طاقت

اسپیس = خلا + شٹل = ایک ہی راستے پر چلنے والی گاڑی - اسپیس شٹل = خلائی جہاز

یہ تینوں مثالیں **مرکب الفاظ** کی ہیں۔

دیگر مثالیں: نیل گاڑی، پن چکی، پوسٹ مین، رات دن، کتب خانہ، جگت گرو، پھول بن، بال واڑی، میڈیکل کیمپ، وغیرہ

• مہمل لفظوں سے بنے پانچ مرکب فقرے لکھیے۔

• پڑھے گئے اسباق اور نظموں میں مرکب الفاظ کی دو دو مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

ہائے مختلف

• ان لفظوں کو بلند آواز سے پڑھیے اور ان کی آخری آواز پر توجہ دیجیے:

بچہ، اندازہ، ہفتہ، شیشہ، پیالہ، سراسیمہ، ضابطہ، پردہ

آپ نے سنا کہ ان لفظوں کے آخر میں 'آ' کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن انھیں لکھتے وقت آخر میں 'الف' نہیں لکھتے بلکہ 'ہ' لکھتے ہیں

(اندازہ / پردہ)۔ دوسرے لفظوں کے آخر میں بھی 'ہ' لکھتے ہیں جس کی شکل ذرا الگ ہے (بچہ، ہفتہ)۔ ایسی 'ہ' کو **ہائے مختلف** کہتے ہیں (یعنی

چھپی ہوئی ہ)۔



پڑھے گئے اسباق سے 'ہائے مختلف' کی دوسری چار مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔